ہجوِ مرزا فاخر مکیںؔ

"برای تنبیہِ مرزا فاخر صاحب۔ مردم میگویند شخصی نقل میکرد کہ مرزا فاخر صاحب خود را برابرِ شیخ علی حزیںؔ میشمارند و تمام وضعِ نشست و برخاستِ او را پیش گرفتہ اند، بلکہ خود را در فضل و کمال از و بہتر میدانند و اکثر اشعارِ فارسیِ او را اصلاح میدہند، چنانچہ ایں بیتِ مثنوی حسبِ حالِ ایشانست، مثنوی در ہجوِ مرزا فاخر مکیںؔ:

ایک نقل اِس پہ مجھ کو آئی یاد
سچ ہو وہ یا کسی کا ہو ایجاد

ایک مُلّا بہ عہدِ شاہجہاں
نہ تو عالم ہی وہ، نہ ہیچ مداں

بَیَن بَیَن اُس کو کچھ کچھ آتا تھا
لڑکے مکتب میں وہ پڑھاتا تھا

بس کہ تھا وہ شعور سے معذور
لڑکے تھے اُس سے خرّم و مسرور

اُس سے دہشت کو تھی نہ دل میں راہ
صحنِ مکتب تھا اُن کا بازی گاہ

ایک جو اُن میں تھا فہیم و زکی
مصلحت اُن نے لڑکوں سے یوں کی

یارو، ہم کھیلے سو طرح کا کھیل
دیکھے ہم نے سبھی وہ بے جا کھیل

کھیل اب میں نیا نکالا ہے
سارے کھیلوں سے وہ نرالا ہے

لڑکے بولے کہ بھائی جی، فرماؤ
کیا ہے وہ کھیل، تم ہمیں بھی بتاؤ

کہا اُس نے کہ بادشاہ و وزیر
لڑکے جو بنتے ہیں صغیر و کبیر

اس میں چنداں تو یارو لطف نہیں
کھیل اس سے یہ خوب تر ہے کہیں

میاں جی کو کسی طرح پھُسلاؤ
مل کے، شاہِ جہاں سب ان کو بناؤ

ہنس کے وہ بولے، ہوئے یہ کس طرح
کہا اُس نے کہ تم سنو، اِس طرح

صبح مکتب میں پڑھنے جو آئے
منہ میاں جی کا تک کے رہ جائے

پوچھیں جو، کیا ہے دیکھنے کا سبب
کہے، قدرت خدا کی دیکھوں ہوں اب

ہوگئی شب میں آپ کی صورت
کچھ سے کچھ، حق کی ہے یہ کیا قدرت

کیا کہوں میں کہ آج کیسی ہے
شکل شاہِ جہاں کی جیسی ہے

بحرِ حیرت میں ہوں یہ دیکھ کے غرق
سرِ مُو کچھ رہا نہ باہم فرق

پر یہ ہے شرط، جائے جوان کے پاس (کذا)
کہے کھا کھا قسم بلا وسواس

تم تو سمجھو ہو اُن کا عقل و شعور
بنیں گے، جو بناؤ گے، بہ ضرور

مطلب اُن نے جو کچھ کہ ٹھہرائی
لڑکوں سے بات سب وہ بن آئی

نہ رہا اِس کو، یہ بنایاں تک
شکل شاہِ جہاں کی ہونے میں شک

نہ کہ ٹھہرا ہے اس کے دل میں خیال (کذا)
ہو گا شاہِ جہاں کا جب کہ وصال

اُس کے ارکاں، نہ لا کے تابِ فراق
میرے دیدار کو ہو سب مشتاق

ں گے دیکھنے کو میرے گھر
بس مرے واسطے ہے یہ بہتر

کہ میں پیدا کروں وہ خصلت و خو
خلق، شاہِ جہاں سمجھ مجھ کو

کریں مجرا، سلام اور تسلیم
نہ کروں میں فرشتے کی تعظیم

غرض آفاق میں جیسے ہو عقل
سمجھے اِن کے مطابق اب یہ نقل

بنے یہ شیخ اپنے یوں بہ گماں
جیسے مُلّا بنا تھا شاہِ جہاں

شیخ کے سے نہ بخت ہیں نہ کمال
شیخ ہونا انھیں ہے امرِ محال